دارالافتاء

عزیز زبیدی حفظہ اللہ

استفتا

صرف "اللہ اللہ" کا ذکر

ایک صاحب پوچھتے ہیں کہ:

کچھ صوفی منش بندے صرف "اللہ اللہ" کا ذکر کرتے ہیں کیا اس کا بھی کچھ فائدہ ہوتا ہے یا قرآن و حدیث میں اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے؟

الجواب

فائدے کی بات اور ہے، بہر حال رب کا نام زبان پر رہے مبارک شغل تو ہے، لیکن اسے ذکر مسنون نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ قرآن و حدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ——— امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس کو نہیں مانتے!

بعض صوفیاء کی باتوں سے مترشح ہوتا ہے کہ انھوں نے صرف "اللہ اللہ" کہنے پر صرف اس لیے اصرار کیا تھا کہ اگر اس کے بجائے وہ "لا الٰہ الا اللہ" کا ورد کریں تو ان کو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں:

لا الٰہ (کوئی خدا نہیں) کہتے ہوئے دم نکل جائے، اور میں منکر خدا بن جاؤں۔

بعض نے کہا کہ مجھے تو ایسا کوئی شخص نظر نہیں آتا جو "اللہ غیر اللہ" کہتا ہو، جب اور ہے ہی نہیں تو میں نفی کس کی کروں؟

واختار بعض المشائخ من المتاخرین رحمہم اللہ تعالیٰ "اللہ اللہ" نقل من الفتوحات المکیۃ دخلت علی بعض شیوخنا وکان مستہترا بالذکر وکان ذکرہ "اللہ" ولا یزید علیہ شیئا فقلت یا سیدی لم لا تقول لا الٰہ الا اللہ فقال یا ولدی الانفاس بید اللہ فاخاف ان یقبض روحی عند ما اقول "لا ولا الٰہ" فاقبض فی وحشۃ النفی وسکت شیخنا اخر عن ذلک فقال ما رأت عینی ولا سمعت اذنی من یقول "اللہ غیر اللہ" فلما جد من النفی فاقول کما سمعت یقول "اللہ اللہ" فاقول (مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری)

یہ باتیں دراصل اس دور کی ہیں جب تصوف فلسفہ بن گیا تھا حالانکہ یہ تزکیہ و طہارت کا ایک خاص مگر سادہ اسلوب کا نام تھا، جس کی بنیاد دین مسنون اذکار کی اساس پر قائم تھیں۔

بہر حال ہمارے نزدیک متصوفین کی یہ فلسفیانہ تنگ بندیاں ہیں جو بے روح بھی ہیں اور علم سے عاری بھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "لاالٰہ الا اللہ" افضل الذکر سے تعبیر فرمایا ہے (رواہ ابن ماجہ والنسائی عن جابرؓ) اس کے علاوہ بھی "لا الٰہ الا اللہ" کے ذکر کے بڑے فضائل مروی ہیں ان کو ان بزرگوں کے اوہام پر قربان کرنا مناسب نہیں ہے۔

بات "لا" یا "لاالٰہ" کے لفظوں کی نہیں بلکہ اس تہیا اور ایقان کی ہے جو ایک ذاکر کے ورد کا محرک ہوتا ہے۔ مدار کار "نیت" ہے، الفاظ نہیں ہیں "لا" یا "لاالٰہ" پر بھی جان نکل جائے تو خدا کے ہاں وہ وہی کچھ لکھا جائے گا جو اس کے سامنے تھا، یعنی یہ کہ وہ کیا کہنا چاہتا تھا، اگر وہ کہنے نہیں پایا تھا اور دم نکل گیا ہے تو حق تعالیٰ اس کی نیت کو تو دیکھتا ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ فلاجد من النفی تو یہ بھی ایک تکلف ہے۔ بات یہ نہیں کہ واقعۃً کوئی ہو تو اس کی نفی کی جائے بلکہ یہ ہے کہ بنا بھی لیے گئے ہوں تو بھی ان کی نفی کر دینی چاہیے۔

بعض علماء نے بعض روایات سے بھی صرف "اللہ اللہ" کے ذکر کی نشاندہی فرمائی ہے جن میں آتا ہے کہ جب تک "اللہ اللہ" کہنے والے زمین پر موجود ہیں، قیامت نہیں آئے گی۔

لا تقوم الساعة حتی لا یقال فی الارض "الله الله" (مسلم)

مگر علماء نے لکھا ہے کہ:

ھو من باب تسمیة الشیء و بالجمل علی سبیل الحکایة کی قسم کی بات ہے۔ مقصود اس سے "ذکر اللہ" نہیں بلکہ اس کا ماننا ہے۔ اگر ذکر اللہ بھی مراد لی جائے تو اس سے مراد بھی "ذکر مسنون اور ذکر شرعی" ہے۔ یہی بات الا بذکر اللہ تطمئن القلوب سے اخذ کی گئی ہے مگر اس سے بھی مراد "ذکر شرعی" ہے معنوی نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث میں اس قسم کے جو الفاظ ملتے ہیں ان سے مراد "شرعی مفہوم" ہوتا ہے۔

بہر حال بعد میں بعض ایسے ٹانکے جو محض ذہن کے خیالی تصورات اور موشگافیوں کی بنا پر لگائے گئے ہیں کتاب و سنت کی شرعی اصطلاحات اور مفاہیم کو ان کے پلے میں باندھنے سے پرہیز کیا جانا چاہیئے! اور جن بزرگوں نے اس سلسلے میں بعض "جدتیں اور ندرتیں" پیش فرمائی ہیں، پورے احترام کے ساتھ ان کی خدمت میں معذرت کر دینی چاہیے! واللہ اعلم۔